(سلسلے کے لئے ملاحظہ فرمائیے برہان ماہ اپریل [illegible])

دیوان حافظ مترجم

اردو ترجمہ پر ایک نظر

از مولانا ابو محفوظ الکریم معصومی ایم۔ اے پروفیسر حدیث و تفسیر مدرسہ عالیہ کلکتہ

(۲)

(۳۷) صفحہ ۱۵۶: من این آئینۂ رازروز بدست آرم سکندروار
اگر میگیرد این آتش زمانے ور نمیگیرد

ت: میں اس آئینہ کو سکندر کی طرح کسی دن حاصل کروں گا۔ اگر یہ آگ قبول کرلیتا ہے، وہ ایک زمانہ تک اس میں اثر نہیں کرتی ہے۔

م: یہ ترجمہ غالباً کاتب کی غفلت کا شکار ہوگیا۔ ویسے متن میں تحریف ہے، صحیح شکل (ور نمی گیرد) ہے۔ لہذا دوسرے مصرعہ کا ترجمہ یوں ہونا چاہئے (خواہ، یہ آگ قبول کرلیتا ہے، کسی وقت، یا قبول نہیں کرتا)

(۳۸) صفحہ ۲۰۶: نفس برآمد و کام از تو بر نمی آید

ت: سانس نکل گیا اور تجھ سے مقصد پورا نہیں ہوتا ہے۔

م: (دم نکل گیا) کہنا چاہئے۔

(۳۹) صفحہ ۲۱۶: رہ ما غمزۂ آں ترک کماں ابرو زد
رخت ما ہندوے آں سرو سہی بالا برد

ت: اس کمان جیسے ابرو والے معشوق کی اداؤں نے ہم پر ڈاکہ ڈالا، اس سرو سہی جیسے قد والے کا ہندو ہمارا سامان لوٹ لے گیا۔

م: (ہندو) یعنی خال فارسی ادب کا خاص لفظ ہے، اس کا استعمال اردو میں نہیں ہوتا۔ اس کی جگہ ترجمہ میں (تل) ہونا چاہئے۔

(۴۰) صہ ۲۱۶: دوش دست طلبم سلسلۂ شوق تو بست
پائے خیل خردم لشکرِ غم از جا برد

ت: کل میری طلب کے ہاتھ نے تیرے شوق کا سلسلہ باندھا۔ غم کے لشکر نے میری عقل کے لشکر کے پاؤں اکھاڑ دیئے۔

م: کل میری طلب کے ہاتھ کو تیرے شوق کی زنجیر نے باندھا الخ یعنی ایک طرف ہاتھ بندھ گئے اور دوسری طرف پاؤں اکھڑ گئے یہ حسرت ناک انجام کی تصویر کشی ہے۔

(۴۱) صہ ۲۱۶: یاد باد آنکہ چو چشمت بعتابم می کشت
معجز عیسویت در لب شکر خا بود

ت: یاد رہے کہ جب تیری آنکھیں غصہ سے مجھے مارتی تھیں الخ

م: (مجھے مارتی تھیں) کی جگہ (مجھے مارے ڈالتی تھیں) کہنا چاہئے۔ ورنہ یہ ترجمہ (می زد) کا معلوم ہوتا ہے۔

(۴۲) صہ ۲۲۱: زلفین سیہ خم بخم اندر زدۂ باز

ت: تونے پھر اپنی دونوں سیاہ زلفوں کو پیچ در پیچ کیا ہے

م: (زلفین) کے ترجمہ میں (دونوں) کا لفظ اگر اس صیغہ کی رعایت ہے تو اس سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔ اس لئے کہ اس لفظ کا تثنیہ سے تعلق نہیں۔ اصل اس کی (زرفین) حلقۂ زنجیر کے معنی ہیں۔ حافظ زلفین کا استعمال بار بار کرتے ہیں اس کا ترجمہ گنگھر والی لٹوں سے ہوتا ہے۔

(۴۳) صہ ۲۲۲: شہباز غمت راست کبوتر دل حافظ
ہشدار کہ برصید کبوتر نزدۂ باز

ت: تیرے غم کے باز کے لئے حافظ کا دل کبوتر ہے۔ ہوشیار رہ کہ تونے باز، پھر کبوتر کے شکار پر چھوڑا ہے۔

م: ترجمہ میں دیرا کا لفظ بھرتی کا ہے۔

(۴۴) صفحہ ۲۶۰: بلبل از فیض گل آموخت سخن ورنہ نبود
این ہمہ قول و غزل تعبیہ در منقارش

ت: بلبل پھول کے فیض سے بات کرنا سیکھی ورنہ یہ سب قول اور غزل اس کی چونچ میں چھپے ہوئے نہ تھے۔

م: لفظ (تعبیہ) کے اصل معنی ترتیب دینے کے ہیں۔ اگر (تیار رکھے نہ تھے) کہا جاتا تو لفظ کے اصل معنی سے قریب ہوتا اور بادی النظر میں یہ شبہ نہ ہوتا کہ (تعبیہ) چھپا ہونے کے معنوں میں ہے۔

(۴۵) صفحہ ۲۷۲: کہ در کمینگہ عمر اند قاطعان طریق

ت: کیوں کہ راستہ کے ڈاکو عمر کی گھات میں ہیں۔

م: (قاطعان طریق) کے معنی ہیں۔ ڈاکو۔ لہذا (راستہ کے ڈاکو) کہنا غلط ہے

(۴۶) صفحہ ۲۸۲: الم یات للاحباب ان یترحموا

م: غالباً درست یوں ہے (الم یان) آیت شریفہ ہے: الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ۔ الآیۃ (سورۃ الحدید) احمد الفیومی کا بیان ہے، انی لک ان تفعل کذا، والمعنی ھذا وقتہ، فبادر الیہ (المصباح: ج ۱ صفحہ ۲۱)

(۴۷) صفحہ ۲۸۵: ایا من فاق کل السلاطین سطوۃ

م: مصرعہ بے وزن ہو رہا ہے۔ شاید یوں درست ہے۔
ایا فائقا کل السلاطین سطوۃ

(۴۸) صفہ ۲۸۶ : شہور بہا الا قناء تقتضی الفنا

م : مصرعہ بے وزن ہے ۔ درست (قد تقتضی الفنا) ہے ۔

(۴۹) صفہ ۳۲۱ : اعلم اللہ کہ خیالی زتنم بیش نماند

م : متن میں تحریف ہے (علم اللہ) ہونا چاہئے ۔ یا پھر (یعلم اللہ) وزن بحر دو شکل درست رہتا ہے ۔

(۵۰) صفہ ۳۲۲ : زلفین سیاہ تو بدل داری عشاق

دادند قرارے و ببردند قرارم

ت : تیری دو کالی زلفوں نے عشاق کی دلداری کا اقرار کیا اور میرے قرار کو لے گئیں۔

م : ترجمہ میں (دو) کا لفظ قابل اعتراض ہے جس کی تفصیل اوپر کہیں گذر چکی ہے

(۵۱) صفہ ۳۵۳ : بر چین چو میشد آن سر زلفین مشکبار

ت : جب وہ دونوں شکین زلفیں پرشکن بنتی تھیں ۔

م : (دونوں) کا لفظ درست نہیں جیسا کہ عرض کیا گیا ۔ (نمبر ۵۰)

(۵۲) صفہ ۳۶۱ : کالشمس فی ضحاھا تطلع من الغمامہ

م : (تطلع من غمامہ) بدون الف لام وزن کا اقتضا ہے ۔

(۵۳) صفہ ۳۸۸ : بصورت بلبل و قمری اگر ننوشی مے

علاج کے کنمت آخر الدواء الکی

ت : بلبل اور قمری کی صدا پر اگر تو شراب نہ پیئے گا ، میں تیرا علاج داغ سے کروں گا ۔ آخری علاج داغ دینا ہے ۔

م : ہمارے ناقص خیال میں یوں بھی ترجمہ کی گنجائش ہے (.... میں تیرا علاج کیسے کروں ..) یعنی بلبل و قمری کی صدا بھی اگر تجھ کو مے نوشی پر آمادہ نہیں کر سکی تو تیرا مرض لاعلاج ہے ۔ جیسے داغ دینا آخری علاج ہے ۔ اس

میں اگر کامیابی نہ ہوئی تو مریض سے مایوس ہو جانا پڑتا ہے۔ اس طرح دوسرے مصرع میں صنعت تجنیس کی رعایت ہو جاتی ہے۔

(۵۴) صہ ۳۷۹ : نفسم بآخر آمد نظرم ندید سیرت
بجز این نماند ما را ہوسے و آرزوے

ت: میرا سانس ختم ہونے پر آگیا، میری نگاہ نے تیری رفتار نہ دیکھی۔ الخ

م: میرا دم نکلا چاہتا ہے۔ میری نگاہ تجھ کو جی بھر کر نہ دیکھ سکی، یعنی سیر نہ ہو سکی مشہور مصرع ہے: روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد۔

(۵۵) صہ ۳۸۱ : در وہم می نگنجد کاندر تصور عقل
آید بہیچ معنی زیں خوب تر مثالے

ت: یہ بات وہم میں نہیں آتی ہے کہ عقل کے تصور میں کسی اعتبار سے بھی اس سے بہتر تصویر آسکے گی۔

م: کہنا چاہئے (اس سے بہتر مثال آسکے گی) یعنی تیرے کمال حسن کی سب سے اچھی مثال میرے عشق کا کمال ہے۔ شاعر کا مقصد مثال پیش کرنا ہے، لہٰذا یہاں پر (تصویر) کا لفظ چسپاں نہیں ہو سکتا۔ اس شعر کا تعلق مطلع سے ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

بگرفت کار حسنت چوں عشق من کمالے خوش باش زانکہ نبود ایں ہر دو را زوالے

(۵۶) صہ ۴۱۳ : امن انکرتنی عن حب سلمی

ت: اے وہ شخص کہ تو نے مجھے سلمی کی محبت سے روکا

م: (انکار) کا ترجمہ روکنا بہتر نہیں، یوں کہنا چاہئے (اے وہ شخص جس نے سلمی سے میری محبت کا انکار کیا۔

(۵۷) صہ ۴۱۶ : بر یمن ہمت حافظ امید ہست کہ باز ادی اسامر لیلای لیلۃ القمر

ت: حافظ کی باطنی توجہ کی برکت سے امید ہے کہ پھر میں اپنی لیلیٰ سے چاندنی رات
میں قصہ گوئی کرتے ہوئے دیکھونگا۔
م: صحیح یوں ہے۔ (دکھائی دوں گا)
(۵۸) صفحہ ۴۲۳: شعبدہ بازیئے کنی ہر دم وفیست ایں ردا
قال رسول ربنا ما انا قط بمن ادی
ت: تو ہر وقت شعبدہ بازی کرتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے، ہمارے رب
رسول نے فرمایا ہے میں وہ آدمی نہیں ہوں جس کو فریب دیا جاسکے۔
م: دوسرا مصرعہ محرف ہے۔ غالباً خواجہ نے یوں فرمایا ہو:
قال رسول ربنا ما انا قط من دد
ایک حدیث کا اقتباس ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ لست من الدد ولا
الدد منی۔ لہو ولعب کو (دد) کہتے ہیں یعنی لغو وبیہودہ کھیل سے میرا تعلق
نہیں۔ نہ کوئی لغو کھیل مجھ سے واسطہ رکھتا ہے۔ (بمن ادی) نمایاں طور پہ
محرف ہے۔ اس کا ترجمہ (جس کو فریب دیا جائے) سراسر قیاسی ہے اور محتاج
ثبوت۔ میرے خیال میں عربی زبان کے مستند اہل لغت کا قول اس کی
تائید میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔
(۵۹) صفحہ ۴۲۶: شود غزالۂ خورشید صید لاغر من
گر آہوئے چو تو یکدم شکار من باشی
ت: رسوج کا ہرن میرا کمزور شکار بن جائے الخ
م: حافظ نے غزالۂ خورشید جو کہا ہے یہ عربی زبان کا اقتباس ہے۔ عربی میں طلوع ہوتے
وقت سورج (غزالہ) کہلاتا ہے۔ حافظ نے اسی مناسبت سے خوبصورت
تلمیح کی ہے۔ یہ بات حاشیہ پر قابل ذکر تھی۔

(۶۰) صفحہ ۲۶۴: سہ بوسہ کز ولبت کردہ وظیفۂ من + اگر ادا نکنی وامدار من باشی

م: تین بوسوں کی طلب یعنی ہونٹوں کی فطری ثنویت کے ساتھ تثلیث، فرط اشتیاق کا تقاضا ہے۔ اگر اس کا ڈانڈا التصوف سے ملا دیں تو صیح روایت ان اللہ وتر یحب الوتر سے مناسبت ظاہر ہے یہ نوٹ کرنے کی بات تھی۔

(۶۱) صفحہ ۲۷۴: یامبسما یحالی درجا من اللآلی

ت: اے میرے حال پر موتیوں کی ڈبیہ سے مسکرانے والی۔

م: مصرعہ میں تحریف ہے۔ اور ترجمہ محض قیاس سے کیا گیا ہے۔ صحیح شکل جیسا کہ معتمد اور قدیم تر نسخوں میں ہے یوں ہے:۔ یامبسما یحاکی (مطبوعہ قزوینی: ص ۳۲۴، نیز چاپ نائینی و نذیر احمد: ص ۵۱۷ شمارہ ۴۲۵) یعنی اے ہونٹ جو مشابہ ہے۔ موتیوں کی ڈبیہ سے (اے میرے حال پر) تحریف شدہ لفظ کا ترجمہ ہے، اس کی صحیح شکل (یحاکی) ہے نہ کہ (یحالی)۔ مبسم مسکرانے والے کے معنی میں بولا نہیں جاتا۔ البتہ ہونٹوں کے لئے مبسم بفتح المیم بولتے ہیں۔
بہرحال یہ تحریف کافی پرانی ہے اور اس کی عجیب و غریب تاویلیں کی جا چکی ہیں مثلاً مطبع نامی کے ایڈیشن پر جو حاشیہ بر موقع درج ہے وہ اس افادہ پر مشتمل ہے: صاحب بدر الشروح در شرح ایں بیت چنیں نوشتہ کہ البسام را اہل لغت داخل کتب نہ کردہ اند؛ جوابش بر دو نوع است کہ مبسم در اصل متبسم بود حضرت خواجہ علیہ الرحمہ بضرورت شعر تا را حذف کردہ۔ و نیز از بعضی فضلا بسمع رسیدہ کہ البسام و ابتسام بیک معنی است (ص ۳۴۵، رقم ۹ نامی لکھنو سنہ ۱۹۰۴ طبع چہارم) انگریزی ترجمہ میں Clarke نے اول شق کو اختیار کرتے ہوئے یوں گلفشانی کی ہے۔

"...Ta being cut off for verse sake(P 926 No 87

(۲۲) صفحہ ۴۲ : یا راکبا تبرأ من موثق تھادی

م: یہ موقع مترجم کا نوٹ ملتا ہے (اصل میں تبرا ہے جس کے صحیح معنی نہیں بنتے ہیں، میں نے (تضبر) کا نسخہ قائم کر کے ترجمہ کر دیا ہے) راقم کے خیال میں (تبرا) بالکل صحیح ہے۔ تحریف کی جگہ (وھادی) ہے۔ اور ہمارا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ اس کی صحیح شکل (یحادی) یا (تھادی) ہے۔

(۲۳) صفحہ ۴۲ : فی العشق موجبات یا فتین بالتوالی

م: ترجمہ (موجبات) کا لوازمات سے کیا ہے جو نامی پریس کے ایڈیشن میں بھی موجود ہے۔ بہرحال یہ محرف ہے۔ اور صحیح شکل قدیم نسخوں کی رو سے نیز معنوی اعتبار سے (معجبات) ہے۔

(۲۴) صفحہ ۴۲ : اوذیت بالرش ایا مالھوی وبالی

م: (وبالی) بحرف الباء غلط ہے جو نامی پریس کے نسخہ میں اسی طرح ہے۔ صحیح (ومالی) بحرف المیم ہے۔

(۲۵) صفحہ ۴۲ : العین ماتنامت شوقا باھل نجد

والقلب ذات وجد فی دایة الغزال

م: اس شعر میں تین غلطیاں رہ گئی ہیں۔

(الف) تنامت: عربی تصریف کی رو سے کسی طرح درست نہیں کہا جا سکتا۔ تنادم اور استنام بولتے ہیں یہاں پر (ما استنامت) ہونا چاہئے، جو محرف ہو کر (ماتنامت) بن گیا ہے۔ Clarke نے اس پر نوٹ لکھنے کی زحمت اٹھائی ہے جو اس کے اعجوبہ اجتہاد کا ایک اور نمونہ ہے۔ لکھتا ہے۔

(تنامت Signifies : نامت The ta is prefixed for verse sake P.987, 8) اور پرگند رچکا ہے کہ اس سفر ضرورت شعر کے تحت مستقیم (بقیہ صفحہ ۲۲ پر ملاحظہ)